✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

اسلامی تہذیب وتمدن
(غیروں کے حقوق کے حوالہ سے)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ (لقمان:19)

اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پُھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

میں اپنے پیاروں کی نسبت
ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی
وہ چھوٹے درجہ پہ راضی ہوں
اور اُن کی نگاہ رہے نیچی
وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر
شیروں کی طرح غراتے ہوں
ادنیٰ سا قصور اگر دیکھیں
تو منہ میں کف بھر لاتے ہوں

سامعین کرام! آج میری تقریر کا عنوان اسلامی معاشرہ میں دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے حوالے سے ہے اور تقریر کا عنوان ہے اسلامی تہذیب و تمدن غیروں کے حقوق کے حوالہ سے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ فرمایا ہے۔

”اسلام نے ہمارے لیے ہر بات کے متعلق احکام دے رکھے ہیں۔ یہ احکام بیکار اور فضول نہیں بلکہ نہایت ضروری ہیں اور انہی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے مجموعہ کا نام اسلامی تمدن ہے۔ اسلامی تمدن نماز کا نام نہیں، روزے کا نام نہیں، زکوٰۃ کا نام نہیں ہے بلکہ ان چھوٹے چھوٹے احکام کے مجموعہ کا نام ہے جو ایسا تغیر پیدا کر دیتے ہیں کہ اس کی وجہ سے وہ سوسائٹی دوسری سوسائٹیوں سے نمایاں اور ممتاز نظر آتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ 21 اپریل 1933)

اس ارشاد کی روح سے اسلامی تمدن کے دو حصے ہوں گے۔ پہلا حصہ معاشرہ اور سوسائٹی میں بسنے والے لوگوں کی اپنی ذات کے حوالہ سے اصلاح اور ذمہ داریاں ہیں جس کا ذکر میں اپنی ایک تقریر میں تفصیل سے کر آیا ہوں۔ اسلامی تمدن یا اسلامی معاشرہ میں دوسرا پہلو سوسائٹی میں بسنے والے دیگر لوگوں کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے یعنی آپ غیروں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں۔ اُن کے حقوق کیسے ادا ہوں گے۔ اُن کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا ہوگا۔ اسلامی نظام حکومت یا اسلامی تمدن میں تمام افراد ایک مشین کے پرزوں کی طرح ہیں جو باہم مل کر ایک دوسرے کے باہمی تعاون سے رواں دواں رہتے ہیں اور پیداوار پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح نظام حکومت میں ایک سربراہ ہوتا ہے جس کی مدد کے لیے اس کے ساتھ کچھ لوگ معاشرہ کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتے ہیں اور معاشرہ کے رہائشی ان تمام کے ساتھ اصول و قواعد کے

پابند رہ کر تعاون کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اسلامی نظام حکومت میں اسلامی و دینی سربراہ خلیفہ کہلاتا ہے جو اتحاد کا ذریعہ بنتے ہوئے اسلامی نظام حکومت کی مشین کو رواں رکھنے کے لیے ہر فردِ معاشرہ کو اس کا برابر کا حصہ بناتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس مضمون کو تسبیح کے دانوں سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح تسبیح کے چھوٹے چھوٹے دانوں کے بعد ایک بڑا مالا آتا ہے جو تمام چھوٹے دانوں کو کنٹرول کرتا اور ایک نظام میں رکھتا ہے یہ عہدیدران ہیں اور ایک بڑا مالا جس میں تسبیح کے دھاگے کو گانٹھ دی گئی ہوتی ہے وہ امام ہے جو تمام چھوٹے اور بڑے دانوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہی اصول اسلامی معاشرہ، اسلامی تمدن اور اسلامی نظام حکومت میں ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے۔

معزز سامعین! آج تقریر کے عنوان کی مناسبت سے تفصیل میں جاتے ہوئے معاشرہ کو مختلف یونٹس میں تقسیم کرنا ہوگا۔ جن میں تمام انسانوں کی اپنی اپنی ذات کے بعد سب سے چھوٹا اور بنیادی یونٹ خاندان ہے جس میں خانگی زندگی بہت اہم ہے۔ گویا ہم دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی معاشرہ کی اصلاحِ احوال کی ابتداء اپنی ذات کے بعد گھریلو زندگی سے ہوتی ہے۔ ایک فرد جو خاندان یا گھرانے میں بڑا ہو وہ اپنے ماتحت تمام افراد کو ساتھ لے کر چلتا ہے گویا ایک چھوٹی سی سلطنت قائم ہو جاتی ہے۔ جس کے تعلق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:7) کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔

بسا اوقات ایک چھوٹے یونٹ میں صرف ایک میاں بیوی کا جوڑا اپنے بچوں کے ہمراہ زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے اور بعض جگہوں پر مشترکہ خاندانی نظام کے تحت زندگی گزارنے والے خاندان میں میاں بیوی کے ایک سے زائد جوڑے زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان تمام کا اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے جوڑے بنانے کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ تم مرد اور تم عورت ایک دوسرے سے سکون اور آرام پاؤ۔ اس کے لیے تم دونوں میں محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا کر دیے گئے ہیں۔(الروم:22) پھر عورتوں سے شادی کرنے کے حوالہ سے رہنمائی کر دی کہ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء4) کہ عورتوں میں سے اُن سے نکاح کرو جو تمہیں اچھی لگے اور احادیث میں اس کی مزید تفصیل فرمادی کہ اَلوَدُود اَلوَلُود سے شادی کرو۔ جو محبت کرنے والی ہوں اور اولاد پیدا کرنے والی ہوں۔ ایک اور موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسی عورت سے شادی کرو جو نیک صالح اور متقی ہو۔ اس اسلامی تہذیب میں ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء20) کے حکم میں اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین فرمادی۔ اولاد کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آنے، ان کی تعلیم و تربیت اور اُن سے اکرام سے پیش آنے کی تلقین اسلامی تمدن میں ملتی ہے۔ خاندان میں والدین اور بزرگ بھی آتے ہیں جن سے وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (الانعام : 152) اور فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (بنی اسرائیل:24) کے الفاظ میں ہمدردی اور احسان کرنے کی تلقین ہے۔

سامعین! اسلامی معاشرہ میں قریبی عزیز و اقارب کے ساتھ احسان سے پیش آنے کا ذکر والدین کے احسان کرنے کے بعد وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ (البقرہ:84) میں ہے اور یتیموں اور مسکینوں نیز اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے۔ اسلامی تمدن میں بے شمار لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُن میں بعض ملازم اور کام کرنے والے بھی ہیں۔ جن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کا ذکر سورۃ النساء آیت 37 میں والدین کے ساتھ احسان کے ذکر کے ساتھ ہی یوں فرمادیا کہ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کہ جو تمہارے ماتحت ہیں اُن کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔ دوسری طرف ملازم کو بھی ہدایت فرمادی کہ وہ مضبوط اور دیانتدار ہو۔ کم چور اور نکمّا نہ ہو۔(ص:37)

اسلامی تمدن اور اسلامی معاشرہ کے آداب اور اس سے متعلقہ احکام اتنے وسیع ہیں کہ سورۃ النساء کی آیت 37 کو ہی بنیاد بنا کر بہت سی تقاریر تیار کی جاسکتی ہیں۔ والدین کے ساتھ احسان سے پیش آنے کے بعد قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں کے بعد رشتہ دار اور غیر رشتہ دار ہمسائیوں، ہم جلیسوں اور مسافروں کے حقوق کی ادائیگی کا ذکر ہے۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں۔ ان میں سے ایک ہمسائے بھی ہیں جن کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو مومن قرار نہیں دیا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے۔

(بخاری کتاب الادب)

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص اچھا اور بہترین ہے جو اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔ (ترمذی ابواب البر و الصلۃ)

اور ایک موقع پر پڑوسی کی گواہی کو اتنی اہمیت دی کہ فرمایا کہ اگر پڑوسی تمہارے متعلق اچھا ہونے کی گواہی دے تو سمجھو تمہارا طرز عمل اچھا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 439)

یتیموں کے متعلق حکم الٰہی ہے فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ (الضُّحیٰ:9) کہ یتیم کو کبھی بھی نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھ اور اسے مت جھڑ کو۔ اس کے ساتھ ہی وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ (الضُّحیٰ:10) میں ضرورت مند اور مانگنے والے کو نہ جھڑکنے کا حکم دے کر اسلامی تمدن میں برابری کا سلوک روا رکھا۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے 100 گھرانوں تک پڑوسی کی حدود کو وسعت دی۔ گویا ایک محلہ، ایک گاؤں اور ایک قصبہ کے باشندوں کو مخاطب ہو کر بھائی چارہ اور اخوت کی تعلیم دی ہے۔ یہی مضمون جب وسعت اختیار کرتا ہے تو مسلمان ایک قوم، ایک ملت، ایک امت اور ایک جماعت بن کر سامنے آتے ہیں جس کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہوتی ہے جس کو خیر امت سے مخاطب کر کے اُن کو اُن کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا ہے کہ اس میں کوئی فرقہ بندی اور دھڑے بندی نہیں کریں۔ آپ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اگر آپس میں کوئی جھگڑا ہے تو اَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ کہ اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کروا کر باہمی محبت اور مودّت جاری کرو۔ اس کے لئے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو۔ تب اسلامی نظام قائم ہو گا جس کی نشان دہی اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بیان فرمائی اور اپنے اسوہ۔ونمونہ سے ثابت فرمایا۔ حتیٰ کہ اس اسلامی ماحول میں غیر مسلم بھی بس رہے ہوں گے ان سے بھی شریفانہ برتاؤ کرنا ہے۔ اگر اسلامی نظام میں کسی عورت کو نہ گھورنے کی تعلیم ہے تو اس حکم میں غیر مسلم خواتین بھی یکساں طور پر شامل ہیں۔ اُن کے معبودوں کو بُرا بھلا نہ کہو۔ اُن کے عبادت خانوں کی حفاظت کرو۔ اُن کے رسولوں سے عزت سے پیش آؤ۔ اپنے معاشرہ میں مذہبی آزادی کی تعلیم دئے رکھو۔ اس طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آج دنیا بھر میں اس کی بہت کمی محسوس ہو رہی ہے۔

اپنے مذہب یا اپنے فرقہ کا پرچار ہر ایک ضروری سمجھتا ہے اور اپنے مخالف کی نہ صرف بات سننے کی سکت رکھتا ہے بلکہ مدمقابل مذہب یا فرقہ پر پابندیاں عائد کروانے کیلئے تیار رہتا ہے بلکہ ہمارے ایشیائی کلچر میں اسلامی تمدن کے دعویدار فرقے دوسرے اسلامی فرقوں کی مساجد، عبادت خانوں اور قبرستانوں کو توڑنے کے درپے رہتے ہیں جبکہ قرآن اور احادیث اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تمدن، اسلامی کلچر اور اسلامی نظام قائم کرنے اور کروانے کی توفیق دے۔ آمین

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"ہمارے کام کا وہ انسان ہو سکتا ہے جبکہ ایک مدت اور نہیں تو کم از کم ایک سال ہماری مجلس میں رہے اور تمام ضروری امور کو سمجھ لیوے اور ہم اطمینان پاویں کہ تہذیب نفس اسے حاصل ہو گئی ہے۔ تب وہ بطور سفیر وغیرہ کے یورپ وغیرہ ممالک میں جا سکتا ہے۔ مگر تہذیب نفس مشکل مرحلہ ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھنا آسان مگر یہ مشکل۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 197)

پھر فرمایا۔

"ہماری جماعت میں عمدہ اور اعلیٰ درجہ کے نیک چلن کے لوگ ہیں اور وہ سب حسنہ صفات سے متصف ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو ہم ساتھ رکھتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 49)

پھر فرمایا۔

"انسان کو جیسے باطن میں اسلام دکھانا چاہیے۔ ویسے ہی ظاہر میں بھی دکھلانا چاہیے۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہونا چاہیے، جنہوں نے آج کل علی گڑھ میں تعلیم پا کر کوٹ پتلون وغیرہ سب کچھ ہی انگریزی لباس اختیار کر لیا ہے حتیٰ کہ وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی عورتیں بھی انگریزی عورتوں کی طرح ہوں اور ویسے ہی لباس وغیرہ وہ پہنیں۔ جو شخص ایک قوم کے لباس کو پسند کرتا ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ اس قوم کو اور پھر ان کے دوسرے اوضاع و اطوار حتیٰ کہ مذہب کو بھی پسند کرنے لگتا ہے۔ اسلام نے سادگی کو پسند کیا ہے اور تکلفات سے نفرت کی ہے۔"

چھری کانٹے سے کھانے پر فرمایا کہ

"شریعت اسلام نے چھری سے کاٹ کر کھانے سے تو منع نہیں کیا۔ ہاں تکلف سے ایک بات یا فعل پر زور ڈالنے سے منع کیا ہے۔ اس خیال سے کہ اُس قوم سے مشابہت نہ ہو جاوے ورنہ یوں تو ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چُھری سے گوشت کاٹ کر کھایا۔ اور یہ فعل اس لئے کیا کہ تا امت کو تکلیف نہ ہو۔ جائز ضرورتوں پر اس طرح کھانا جائز ہے۔ مگر بالکل اس کا پابند ہونا اور تکلف کرنا اور کھانے کے دوسرے طریقوں کو حقیر جاننا منع ہے کیونکہ پھر آہستہ آہستہ انسان کی نوبت تتبع کی یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ ان کی طرح طہارت کرنا بھی چھوڑ دیتا ہے۔ مَنْ تَشَابَہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ سے مراد یہی ہے کہ التزاماً ان باتوں کو نہ کرے ورنہ بعض وقت ایک جائز

ضرورت کے لحاظ سے کر لینا منع نہیں ہے جیسے کہ بعض دفعہ کام کی کثرت ہوتی ہے اور بیٹھے لکھتے ہوتے ہیں تو کہدیا کرتے ہیں کہ کھانا میز پر لگا دو اور اس پر کھا لیا کرتے ہیں اور صف پر بھی کھا لیتے ہیں۔ چارپائی پر بھی کھا لیتے ہیں۔ تو ایسی باتوں میں صرف گزارہ کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ تشبہ کے معنے اس حدیث میں یہی ہیں کہ اس لکیر کو لازم پکڑ لینا۔ ورنہ ہمارے دین کی سادگی تو ایسی شئے ہے کہ جس پر دیگر اقوام نے رشک کھایا ہے اور خواہش کی ہے۔ کہ کاش! اُن کے مذہب میں ہوتی اور انگریزوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اکثر اصول ان لوگوں نے عرب سے لے کر استعمال کئے ہیں مگر اب رسم پرستی کی خاطر وہ مجبور ہیں۔ ترک نہیں کر سکتے۔"

(ملفوظات جلد4 صفحہ387-388 ایڈیشن1984ء)

معزز سامعین! ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2024ء میں مستورات سے مخاطب ہو کر اسلامی لباس پہننے کی طرف یوں توجہ دلائی ہے۔ فرمایا:

میں نے لباس کی بات کی ہے اس کا دوبارہ ذکر کر دوں کہ ہر قسم کی بیہودگی اور ننگ کا احساس ختم ہوتا جارہا ہے۔ ماں باپ کہہ دیتے ہیں فیشن کا شوق ہے کر لیں، کیا حرج ہے؟ لیکن فیشن میں جب لباس ننگے پن کی طرف جارہا ہو تو وہاں بہر حال روکنا چاہیے۔ بعض دفعہ دین کے نام پر فیشن ہوتا ہے۔ برقعہ میں جو کوٹ پہنا جاتا ہے وہ اس قدر تنگ ہوتا ہے کہ مردوں کے سامنے جانے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔

اسلام حیا کا حکم دیتا ہے۔ پس اپنی حیا کا خیال رکھیں اور اس کی حدود میں رہتے ہوئے جو فیشن کرنا ہے کریں۔ فیشن کا اظہار اپنے گھر والوں اور شریف عورتوں کی مجلسوں میں کریں۔ بازار میں اور باہر ایسی جگہوں پر جہاں مردوں کا سامنا ہو وہاں فیشن کے اظہار ایسے نہیں ہونے چاہئیں جس سے بلاوجہ برائیاں پیدا ہونے کا امکان ہو۔

اسلامی پردے کی تاریخ قرآن کریم نے بڑی کھول کر بیان کر دی ہے اس کو پڑھیں اس پر عمل کریں۔ یہ جماعت احمدیہ کا موقف نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کریم کی تعلیم ہے۔

اپنے پردے کا خیال رکھیں۔ اپنے سروں، چہروں اور جسم کو ڈھانپ کر رکھیں۔ کوئی زینت کی چیز نظر نہ آئے۔ چادر سے بھی اگر کسی کو پردہ کرنا ہے تو سارے بال، گال، ٹھوڑی اور سینہ ڈھکا ہو پھر ہی وہ صحیح پردہ ہے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے خطاب - خلاصہ)

زندہ وُہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں
وہ دُور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دم اسیر نخوت و کِبر و غرور ہیں
اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

(کمپوز ڈبائی: سلمان طارق خان)

✿✿✿✿